مدینۃ المسیح

حضرت اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلیفۃ المسیح اوّل میں بفضل خدا خیریت ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی آمد کی خوشی میں ہر دو سکولوں اور دفاتر نظارت میں چھٹی کی گئی۔

مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۲۵ء کو جناب انسپکٹریس صاحبہ گرل سکولز پنجاب قادیان کے گرل سکول کے معائنہ کے لئے تشریف لائیں۔ اور شام کو بعد معائنہ واپس چلی گئیں۔

حضرت ام المومنین علیل ہیں احباب سے درخواست دعا ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب آل پارٹی کانفرنس دہلی میں شمولیت کے واسطے اور مسلم یونیورسٹی کے کانووکیشن میں شامل ہونے کے واسطے تشریف لے گئے۔

نظم

توبہ! الٰہی توبہ!!

مَیں گنہ گار، سیہ کار، الٰہی توبہ
سخت نادم بخشوع و بخضوعِ قلبی
ہو کے اِک بندۂ ناچیز دلیر اتنا ہو
چھوٹے سے چھوٹا گنہ بھی مرے نزدیک ہے شرک
دیکھ کر تیرا عذاب اب تو ہزاروں بندے
سخت سردی میں بھی طاعون بڑھا جاتا ہے
مومنوں کے لئے یہ عاقبت اندیشی ہے

قیدِ عصیاں میں گرفتار الٰہی توبہ
ہو گیا حاضرِ دربار الٰہی توبہ
حق سے ہو برسرِ پیکار؟ الٰہی توبہ
شرک سے مَیں ہُوا بیزار الٰہی توبہ
بول اُٹھتے ہیں کئی بار الٰہی توبہ
کون جانے ترے اسرار الٰہی توبہ
پڑھیں راحت میں بھی صد بار الٰہی توبہ

اپنے مرسل کے ذریعے جو ترے وعدے ہیں
آگ جیسی بھی ہو۔ ہے تیرے غلاموں کی غلام
ہم غلاموں کو بچانا۔ کہ تجھے بیچا تا،
سچ ہے سایہ بھی جدا ہوتا ہے تاریکی میں
سخت بادل ہیں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا
دین و دنیا میں ہے ناکارہ بہت بیچارہ

ہیں گنہ گار طلب گار الٰہی توبہ
کردے اس نار کو گلزار الٰہی توبہ
صدقۂ احمدؐ مختار! الٰہی توبہ
کون ہے بے ترے غمخوار الٰہی توبہ
ہے کہاں مہر پُر انوار! الٰہی توبہ
یہ ترا اکمل بیمار الٰہی توبہ

کوئی صاحب امداد فرماویں

ہمارے ایک احمدی بھائی جو ایک غریب اور مسکین آدمی ہیں۔ احمدیت کی وجہ سے دکھ دیئے جا رہے ہیں۔ تمام گاؤں مخالفوں کا ہے۔ وہ صرف اکیلے احمدی ہیں۔ ان پر بھی طرح طرح کے مقدمے بنائے جا رہے ہیں۔ ایک ابھی ختم نہیں ہوتا۔ دوسرا اور کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ بیچارے سخت مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ میں گاؤں چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں۔ ان کی لیاقت عربی میں شرح جامی تک کتب پڑھی ہوئی ہیں اور علم طبابت سے بھی واقف ہیں۔ اگر کوئی احمدی بھائی ان کے معاش کا انتظام کر سکیں۔ تو مجھے جلد اطلاع دیں مشکور ہونگا

نیاز مند۔ ناظر امور عامہ قادیان

ایک بیکار احمدی بھائی کی امداد فرمائیں

ایک صاحب جو اچھے عالم آدمی ہیں۔ عربی اچھی جانتے ہیں۔ قرآن حدیث پڑھا سکتے ہیں۔ تبلیغ بھی خوب کر سکتے ہیں بہت مدت سے بیکار ہیں۔ زیادہ محنت کا کام کرنے کی عمر نہیں۔ صرف درس تدریس۔ بچوں کو دینی تعلیم نماز روزہ کے متعلق۔ خوب اچھی طرح سے دے سکتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ۔ اور تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی تو ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اگر کسی انجمن کو کسی مبلغ یا استاد یا بچوں کے واسطے اتالیق کی ضرورت ہو۔ تو بہت جلد خط و کتابت فرمادیں۔ یہ دو میاں بیوی ہیں۔ ان کے مناسب گذارے کی کوئی صورت ہو جائے تو انکو بھیجدیا جاویگا۔ ناظر امور عامہ

طاعون کے متعلق ڈاکٹری ہدایات

چونکہ ان ایام میں طاعون ملک کے اندر کثرت سے پھیل رہا ہے۔ لہذا جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے ایک عام اعلان ۱۵ر جنوری کو دارالامان کے تمام باشندوں میں کروایا۔ کہ وہ ۲۰ر جنوری کو طاعون کی روک تھام کے متعلق قصبہ کے باہر میدان میں لیکچر دینگے۔ اسپر ۲۰ر جنوری کو تقریباً ۸ بجے بہت سے لوگ۔ جن میں غیر احمدی سکھ اور ہندو بھی شامل تھے قصبہ سے باہر بڑ کے درخت کے قریب جمع ہو گئے۔ آپ کا لیکچر زیر صدارت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر شروع ہوا اور آپ نے بیان فرمایا۔ کہ چونکہ مجھے اس قصبہ کے معالج ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس لئے میری عین تمنا اور آرزو ہے۔ کہ یہاں کے تمام باشندے خواہ وہ کسی قوم اور طبقہ کے ہوں۔ ان ہدایات اور اصولوں کو سمجھیں۔ جن پر کاربند ہو کر وہ مختلف بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رہیں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ ان ہدایات کو وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہوں گا۔ جن کا جاننا ہر ایک [illegible] اور تیماردار کے لئے خصوصاً ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سے واقعات ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ محض تیمارداری میں عدم توجہی کے باعث بہت سی ایسی جانوں کا نقصان ہو گیا ہے۔ جن کے متعلق کم ازکم میری رائے یہ ہے کہ ذرا سی احتیاط برتنے سے ان کی بیماریاں کم ہو سکتی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے نمونیہ کے ایک دو بیماروں کے متعلق بیان فرمایا۔ کہ وہ محض پورے طور پر تیمارداری نہ ہو سکنے کے باعث فوت ہو گئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کے متعلق بیان فرمایا کہ جب میں اس کو دیکھنے گیا۔ تو دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کے اندر جس میں صرف ایک ہی دروازہ تھا۔ اس مریض کو لٹایا ہوا تھا۔ اور اس کے ارد گرد قریباً بارہ تیرہ آدمی حلقہ کئے بیٹھے تھے۔ اور اس کمرہ کی ہوا اس قدر بدبودار ہو رہی تھی۔ کہ مجھے چند منٹ تک ٹھیرنا مشکل ہو گیا۔

اسکے بعد آپ نے پہلے طاعون کی تاریخ اور ہندوستان کے اندر پھیلنے کا زمانہ بتایا۔ پھر اسکے بعد وہ ہدایات مفصل طور پر بیان فرمائیں۔ جن کا جاننا طاعون کے مریض کے ہر ایک تیماردار کے لئے ضروری ہے۔ اور نیز وہ طریقے بیان فرمائے جن پر عملدرآمد کرنے سے یہ مرض بہت جلد دور ہو سکتا ہے۔ یہ تمام ہدایات انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں عوام کے فائدہ کے لئے الگ مفصل طور پر شائع کر دی جاوینگی۔

تبلیغی رپورٹ

مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خاکسار بحکم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ ایک پرائیویٹ مذہبی گفتگو کے لئے بٹالہ آیا ہوا ہے۔ گذشتہ رات گفتگو چار گھنٹے ہوئی۔ موضوع امکان نبوۃ بعد خیر البریہ تھا۔ پہلے تو مقابل مولوی صاحب مقابلہ سے ہی گریز کرتے رہے۔ آخر انہی کے کہنے پر یہ مضمون رکھا گیا۔ محض قرآن شریف سے ہی استدلال کرنے اور بار بار متعدد آیات قرآنیہ کے پیش کرنے سے سامعین پر بفضلہ تعالیٰ خاص اثر ہوا۔ مدمقابل کی گفتگو پر عام لوگ بھی ہنس دیتے تھے آخر مولوی صاحب پھر کسی وقت کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ آج صداقت مسیح موعودؑ پر لیکچر دینے اور تبادلہ خیالات کرنے کا ارادہ ہے۔

غیر احمدی صاحبان سے ایک سوال

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یا اھل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر۔ کہ اے اہل کتاب ہم نے تمہاری طرف ایک وقفہ کے بعد رسول بھیجا ہے۔ اس لئے کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ تمہاری طرف کوئی نبی نہیں آیا۔ چونکہ ہم نے رسول بھیجدیا ہے۔ اس لئے اب تم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے چھ سو سال بعد آنحضرتؐ مبعوث کئے گئے۔ اگر اتنے عرصہ میں رسول نہ آنے کی وجہ سے قوم کا یہ عذر صحیح ہو سکتا ہے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری طرف کوئی رسول نہیں آیا تو کیا آنحضرتؐ کے بعد اب جبکہ تیرہ سو سال گذر گئے ہیں۔ قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہہ سکے کہ ہماری طرف کوئی رسول نہیں آیا اور کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کا عذر توڑنے کے لئے آنحضرتؐ کے بعد کوئی رسول نہ آئے [illegible]

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - یوم شنبہ - ۲۴ جنوری ۱۹۲۵ء

ملک سیام میں ارتداد کی خطرناک آندھیاں

پانچ لاکھ مسلمان جبراً بودھ بنالیے گئے

علمائے ہند سے خطاب

ملکانہ قوم کے ارتداد کے فتنہ کی چنگاریاں ابھی اچھی طرح سے بجھنے نہ پائی تھیں کہ آج بعض مسلم جرائد کے اندر یہ خبر بڑے زور کے ساتھ گشت لگا رہی ہے۔ کہ ملک سیام میں قریباً پندرہ سال سے ارتداد کی خطرناک رَو جاری ہے۔ اور اس وقت سے لیکر آج تک قریباً پانچ لاکھ کلمہ گو اس رَو میں بہ کر بدھ مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ اور بیچارے ان مرتدین کا اپنے پاک مذہب سے علیحدگی اختیار کرنے کا باعث اور سبب وہ سخت ایذائیں اور جور و جفا تھا۔ جو سیام گورنمنٹ نے نہایت کمینگی سے انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر ان لوگوں کو اسلام سے پھرانے کی خاطر روا رکھا۔ چنانچہ بنکوک دارالسلطنت سیام سے اخبار سلطان کے ایک خاص نامہ نگار نے جو خبر بھیجی اور جو اخبار ہمدم مورخہ ۷ار جنوری ۱۹۲۵ء میں بھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں حکومت سیام کی سختیوں کا رونا ان الفاظ میں رویا گیا ہے:-

"گذشتہ پندرہ سال کے اندر تقریباً ۵ لاکھ مسلمان زبردستی سیام کا سرکاری مذہب یعنی بدھ مذہب قبول کرنے پر مجبور کئے گئے ہیں۔ جو مسلمان بدھ مذہب اختیار نہیں کرتے۔ ان کو حقوق شہریت نہیں دیئے جاتے ان کو سرکاری اور دیگر ملازمتوں سے محروم رکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مسجدوں پر سنگ باری کی جاتی ہے۔ وہ قرآن زور سے نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر زور سے پڑھتے ہیں۔ تو ان پر ظلم کیا جاتا ہے۔ جب حکومت سے انہوں نے اسکی شکایت کی۔ تو جواب ملا کہ جب تک تم لوگ مسلمان رہوگے۔ یہی سلوک کیا جاویگا۔ ۱۹۲۳ء میں سیامی کمشنر نے طلباء کو دعوت دی۔ اور رمضان کے ماہ میں انہیں سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا۔ آپ نے زبردستی مسلم روزہ دار مولویوں اور حاجیوں کو جمع کیا۔ اور انہیں پونگیوں کا ناپاک کیا ہوا پانی پینے پر مجبور کیا۔ مسلمانوں کو پٹھانی میں عید کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیگئی۔ اور انہیں دوپہر تک کمشنر کے مکان میں روک رکھا گیا۔ جب مسلمانوں نے نماز پڑھنے کے لئے شور مچایا۔ تو کمشنر نے کہا کہ میرے مکان میں نماز پڑھ لو۔ کمشنر کا مکان بُتوں اور شرابوں سے بھرا ہوا تھا۔ مسلمان بچے علیحدہ تعلیم گاہوں میں عربی تعلیم نہیں پا سکتے۔ انہیں بدھ مذہب مندروں میں بدھ مذہب کے پیشواؤں سے درس لینا پڑتا ہے۔ مذہبی پیشوا انہیں بدھ مذہب کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر والدین انکار کرتے ہیں۔ تو ان پر ظلم توڑا جاتا ہے۔ اور ناحق انہیں قید کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو مجبوراً سیامی کپڑا پہننا اور سیامی زبان بولنا پڑتی ہے۔"

مسلمانان عالم کی بدبختی اور بیچارگی میں کیا شک ہے۔ کہ آج ان پر ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ زمین ان پر تنگ اور آسمان ان سے بیزار ہے۔ سلطنتیں وہ کھو بیٹھے۔ اور اب اپنا مذہب ترک کرنے پر بھی مجبور کئے جا رہے ہیں۔ اور نام نہاد مسلمان ملاں نے جو حفاظت اسلام کا زبانی دعویٰ کرتے رہتے ہیں انکی حالت یہ ہے کہ خود تو انہیں اسلام کی خاطر کسی قربانی کرنے کی ہمت نہیں لیکن وہ لوگ جو اسلام کا درد سینہ میں رکھتے ہوئے اسکے بچاؤ کی خاطر اپنے تن۔ من۔ دھن کا قربان کر دینا فلاح دارین سمجھتے۔ اور ہر ممکن سعی سے اسکو دشمنوں کے حملوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں کے خلاف کفر بازی اور دشنام دہی کی بوچھاڑ کرنا ان کا ہمیشہ سے فرض اولین رہا ہے۔ جیسا کہ فتنہ ارتداد کے میدان میں اس بات کا کافی طور پر تجربہ ہو چکا ہے کہ اسی دشمن اسلام فرقہ سو نے اس میدان میں جا کر اسلام کی کچھ خدمت کی توبجائے اس کے کہ گاؤں بہ گاؤں پھر کر ملکانوں کو احمدی مبلغین کے خلاف اشتعال دلایا۔ انکے رستہ میں طرح طرح کے روڑے اٹکائے۔ اور بعض مقامات پر ہمارے مبلغین پر حملہ کروا دیا۔ چنانچہ ایسے متعدد واقعات کی خبریں ہمارے اپنے اور نیز دوسرے اخبارات کے کالموں میں آچکی ہیں۔ اور پھر اس باغیرت فرقہ نے شرم و حیا کو ترک کرکے اپنی تیرہ باطنی کا یہاں تک ثبوت دیا کہ کئی مقامات پر جاکر ملکانوں سے کہا کہ تمہارے لئے آریہ ہو جانا بہتر ہے بہ نسبت احمدی ہونے کے۔ لیکن احمدی مبلغین نے ان تکالیف اور سختیوں کو جس صبر سے برداشت اور ان روکاوٹوں کو جس تحمل کے ساتھ عبور کیا وہ بھی عوام الناس پر عیاں ہو چکا ہے۔

اب پھر یہ دوسرا مذہبی میدان جنگ مسلمانوں کے سامنے درپیش ہے۔ اور ہم دیکھیں گے کہ جمعیۃ العلماء، کارکنان خلافت اور دیوبند کے مُلّاں نے اس میدان کو فتح کرنے کے لئے کس حد تک کوشش کرتے ہیں اور وہ ارتداد کے اس خطرناک سیلاب کو روکنے کے لئے اپنے وطن اپنے عزیزوں اور اپنے عیش و آرام کو ترک کر سکیں گے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ تو یقیناً دنیا جان لیگی۔ کہ حفاظت اسلام کے دعوے محض انکے منہ کی باتیں اور زبانی جمع خرچ تھا۔ اور نہ ان کے قلوب کے اندر بجائے اُلفت اسلام کفر بازی کے سڑے ہوئے گند کا مواد بھرا پڑا ہے۔ اور نیز یہ بھی پتہ لگ جاویگا کہ وہ ظالم دیوث مُلّاں جو مولوی نعمت اللہ خان صاحب جیسے جری انسان جس نے اپنی جان کو ایک پروانہ کی مانند شمع ہدایت پر قربان کر دیا کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔ کس حد تک اپنی جانیں خطرے میں ڈالکر سیام کی حکومت کے مظالم کو سہ سکتے ہیں۔

ہم اسکے ساتھ ہی احمدی جماعت کو توجہ دلاتے ہیں کہ اس ارتداد کی خبر پڑھ کر ہماری ذمہ داریوں میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم خاموشی سے اس آگ کو دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ بقول حضرت مسیح موعود ؑ

دیدنش از دورِ کارِ مردمِ دیندار نیست

اسلام کی اشاعت و حفاظت کا عہد جو ہم نے خدا کے برگزیدہ مرسل و موعود کے ہاتھ پر کیا ہے۔ وہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس میدان میں ع

اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

کی مصداق یہی جماعت ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ان کفر فروش علماء سے خدا تعالیٰ نے یہ توفیق چھین لی ہے کہ وہ اپنے آرام و آسائش کو خدا کے لئے ترک نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس فتنہ ارتداد کی آگ کو بجھانے کے لئے اور سیام کے مسلمانوں کے مصائب میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے جس جماعت کو کھڑا ہونا پڑیگا۔ اور جو اس درد سے بیقرار ہوگی وہ وہی جماعت ہے۔ جس کو خدا نے اس مقصد کے لئے چن لیا ہے۔ اس لئے ہم کو اس کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ ہم نہیں جانتے۔ اولوالعزم سالار قافلہ کس وقت اپنے سپاہیوں کو اس میدان میں اُترنے کے لئے حکم دیدے۔ وہ اسلام کی مصیبت کو دیکھ نہیں سکتا لیکن خدا تعالیٰ کے توفیق چاہئے [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح پر ایک الزام کی تردید

جو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ میں لگایا

الزام کے الفاظ

دیکھو اس شخص کی اولاد کو جس کی ساٹھ یا اسّی تصنیفات غیر مذاہب کے مقابلہ میں ہوں جو سلطان القلم ہو۔ کیوں اس رنگ کو چھوڑ بیٹھی ہے۔ اسکی قلمیں کیوں آج غیر مذاہب کے مقابلہ میں نہیں اٹھتیں۔ اشدّ علی الکفار کا تو یہ تقاضا تھا کہ آج کفار کا مقابلہ کیا جاتا۔ سلطان القلم کا بیٹا قلم سے غیر مذاہب کا مقابلہ کرتا لیکن آج ولایت جاکر اخبارات میں چھپتا ہے۔ کہ میاں صاحب نے کہا کہ عیسائی کافر نہیں۔ یہ ولایت کے اخباروں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہ عیسائیوں کے متعلق انہوں نے کہا

They are not infidels

وہ (عیسائی) کافر نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ انہوں نے اس کی تردید نہیں کی۔ اگر حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ تو تم نے گویا عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ان کا مقابلہ کیا کرنا ہے"

(تقریر مولوی محمد علی صاحب جلسہ سالانہ۔ پیغام ۷ر جنوری)

خلاصہ

مذکورہ بالا بیان میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح پر دو اعتراض کئے ہیں اول حضور کا قلم غیر مذاہب کے مقابلہ میں نہیں اٹھتا۔ خصوصاً انگلستان جاکر تو بالکل ہی نہیں اٹھا۔ دوسرے یہ کہ آپ نے کہا ہے کہ عیسائی infidels نہیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے نہایت قیمتی لٹریچر مہیا کیا

مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ جو شخص اس دیدہ دلیری سے تاریخ حاضرہ کا انکار کرے اس کی تفہیم کے لئے کونسی راہ اختیار کی جاوے۔ یہ کھلا کھلا واقعہ ہے کہ گذشتہ دس سال کے عرصہ میں جس قدر لٹریچر حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان و قلم سے اسلام کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں نکلا ہے وہ اتنا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب عمر نوح پاکر اور قادیان کا موجودہ کتب خانہ غصب کرکے بھی اگر ڈلہوزی اور مری کی چوٹیوں پر بیٹھ کر لکھتے رہیں۔ تو اس کے کسی عشر کی بھی مثال نہیں لاسکیں گے۔ کیونکہ وہ پانی کسی پہاڑ کی چوٹی سے نہیں اُترا۔ بلکہ آسمان کی بلندیوں سے اُترا ہے۔ اور وہ علوم کسی کتب خانہ سے نہیں مل سکتے۔ بلکہ علّمہٗ شدید القوٰی

بھلا مولوی صاحب بتلائیے تو سہی کہ منصب خلافت۔ انوار خلافت۔ برکات خلافت و حقیقۃ الرؤیا۔ ذکر الٰہی۔ دعوۃ الامیر تقدیر الٰہی۔ نجات۔ تحفۃ الملوک۔ تحفہ شہزادہ ویلز۔ دعوۃ اور سینکڑوں ہزاروں لیکچر اور مضامین جو کہ مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے۔ ان کے ہوتے ہوئے آپ کی ضمیر نے کس طرح ایسا کہنے کی اجازت دی ہے۔ کیا آپ کے اندر سکت۔ ہمت۔ حوصلہ یا علم ہے کہ آپ ان میں سے کسی ایک کی مثال پیدا کر سکیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

چند دنوں میں کتنا بڑا ذخیرہ مہیا کیا

آپ نے اس اعتراض کو مضبوط کرتے ہوئے سفر ولایت کو پیش کیا ہے کہ گویا وہاں بھی آپ کے قلم سے کچھ نہیں نکلا۔ حالانکہ سوا چار سو صفحہ کی کتاب الموسوم "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" جو کہ محض اس تقریب پر لکھی گئی۔ اور جس پر ہزاروں روپیہ خرچ ہوا۔ جس کا آپ کو بھی رنج ہوا (گو معلوم نہیں کیوں) اور وہ اردو۔ انگریزی ہر دو زبان میں شائع ہوئی۔ خدا جانے اتنی بڑی ضخیم کتاب کیوں آپ کی نظر سے اوجھل ہوگئی پھر اسکے علاوہ وقت کی تنگی اور کتاب کی طوالت کی وجہ سے حضور نے ایک اور مضمون یہاں سے لکھ کر بھیجا۔ وہ بھی طویل ثابت ہوا پھر حضور نے وہاں پہنچ کر ایک اور مضمون رقم فرمایا۔ جو کہ احمدیہ موومنٹ کے نام سے انگریزی میں اور یہاں مجمع البحرین کے نام سے اردو میں شائع ہوا۔ مزید براں کم از کم بیس دیگر مضامین حضور نے مختلف اوقات میں وہاں تحریر کئے۔ جو کہ مختلف مقامات پر پڑھ کر سنائے گئے۔ آپ کے نکتہ چین اپنے مطلب کی تو بیسیوں باتیں حضرت کی ڈائری سے نوٹ کرتے تھے۔ لیکن حضور کی قلمی۔ لسانی۔ نقل و حرکت کی خبریں پڑھتے وقت خدا جانے کیوں ان کی آنکھ پر پٹی پڑ جاتی تھی۔

عیسائی انفیڈل نہیں ہیں

دوسرا اعتراض آپ نے یہ کیا ہے کہ میاں صاحب نے عیسائیوں کو infidels کہنے سے انکار کیا ہے۔ اس طرح گویا ان کی ہاں میں ہاں ملا دی ہے۔ آپ کا یہ اعتراض پڑھکر مجھے پہلے سے بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اول اس لئے کہ کیا infidels قرآن و حدیث کا لفظ ہے یا کوئی شرعی اصطلاح ہے جو کہ اسلام کے منکرین کے حق میں بطور تمیز کے استعمال ہوئی ہے۔ اور حضرت اقدس نے اس امتیاز کو اب اٹھا دیا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر غصہ کیسا؟ یہ ایک انگریزی کا لفظ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسکے معنے ہاتھی کے ہوں۔ پس اگر حضرت عیسائیوں کو ہاتھی کہنے سے انکار کریں۔ تو اس سے کونسا شریعت پر حرف آگیا۔

کچھ تو سوچ کر اعتراض کرتے

دوسرے تعجب اس لئے ہوا کہ ایک طرف تو آپ برابر دس سال سے یہ غوغا کر رہے ہیں کہ میاں صاحب سوائے ان چند مسلمانوں کے جو ان کے ساتھ ہیں۔ باقی سب کئی کروڑ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے عین یہ اعتراض کرتے وقت بھی اس سے معاً پہلے فقرہ میں اس ظلم کا اظہار بدیں الفاظ کیا۔ "پھر کہتے ہیں۔ دو فریق ہوگئے۔ کس کے ساتھ ہوں۔ چلو اسی کے فیصلہ کر لو۔ ان دونوں میں رحماء بینھم پر کون عامل ہے۔ کیا یہ معنے ہونگے۔ رحماء بینھم کے کہ وہ چند آدمی جو ایک فریق کے ساتھ ہیں۔ مسلمان ہیں۔ اور باقی کل دنیا کے مسلمان خارج از اسلام" پس باوجود اس اعتراض تک حضرت کے متعلق یہ خیال رکھنے اور کہنے کے آپ نے کس طرح یہ تسلیم کر لیا کہ وہ شخص جو اس قدر تنگ خیال کا ہے کہ وہ مسلمانوں کو بھی کافر ہی سمجھتا ہے۔ وہ کافروں کو کافر سمجھنے سے انکار کرتا ہے۔ العجب ثم العجب۔

مولوی صاحب! آپ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی دین سیکھا اور پڑھا۔ پھر آپ پر خدا کا بڑا فضل ہوا۔ کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت اور صحبت نصیب ہوئی۔ اور اس وجہ سے آپ کی دینی عقل و تفہیم کا صیقل بھی ہو گیا۔ لیکن پھر بھی جب بدقسمتی سے آپ نے حق کا انکار کر دیا۔ تو آپ کی عقل و سمجھ اس قدر موٹی ہوگئی۔ کہ آپ جب بھی لکھتے بولتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی اور مستقل نبی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہاں اس قدر واضح تشریح اور توضیح موجود ہے کہ میرے جیسے ابجد خوانوں کو اس سے انشراح قلب حاصل ہے۔ اور وہ آپ کے بیان کو غلط ثابت کرتی ہے۔ پھر آپ بڑے زور سے اس ظلم کا اظہار کر رہے ہیں کہ میاں صاحب تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کا کفر و اسلام کے متعلق ایسا واضح اور مبرہن بیان ہے کہ کسی ذی عقل کو مجال اعتراض نہیں ہو سکتا۔ پس جب دس سال سے حق کے انکار سے آپ کی دینی mentality کا یہ حال ہو گیا ہے۔ اور اس قدر آپ کا علم و فہم کند ہو گیا ہے۔ کہ آپ اس شخص کے کلام کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جس کو آپ ذاتی طور پر جانتے ہیں اور جس کے ساتھ عمر کا ایک حصہ بھی گذارا ہے تو ان لوگوں کی دینی mentality اور عقل و سمجھ کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ جو کہ صدیوں سے حق کے منکر اور حق سے دور ہیں"

بس مولانا جو آپ کو لفظ Infidel سے اعتراض پیدا ہوا ہے۔ اصل میں یہ ان صدیوں کے گمراہوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کسی عقیدہ یا بیان کا نقص ہے ؛

لفظ انفی ڈل بھی آپ کو بری لگی ہے

مولوی صاحب! آپ انگریزی زبان کے تو بے شک بڑے عالم فاضل ہیں۔ لیکن ملک انگلستان کے حالات سے آپ ناواقف ہیں۔ آپ کو اگر میں انگریزوں کی مذہبی Mentality کے لطیفے سناؤں۔ تو آپ کے پیٹ میں ہنس ہنس کر بل پڑ جائیں۔ لیکن اس کی اس وقت ضرورت نہیں۔ بات یہی ہے۔ کہ وہ دین کے باریک اور دقیق مسائل کو نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ بڑی بڑی موٹی باتوں کے سمجھنے میں بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ انکے مصنفین کی غلطیوں سے تو بہرحال آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ ان غلطیوں کی وجہ علاوہ تعصب کے ان کی کانی آنکھ بھی ایک وجہ ہے ؛

اب میں عرض کرتا ہوں۔ کہ لفظ Infidel انگلینڈ میں عام طور پر عوام میں ایک گالی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہ اس کو Eternally damned کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی ابدی جہنمی۔ ابدی ملعون ازلی شقی۔ خدا سے ہمیشہ دور۔ اور اس کے رحم سے محروم اور خدا کو کبھی نہ پا سکنے والا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سوال اکثر لوگ ہمارے مشنریوں سے کرتے ہیں (معلوم نہیں ووکنگ والوں سے ہوا ہے یا نہیں) ان کی غرض پوچھنے سے یہ ہوتی ہے۔ کہ کیا تم بھی عیسائی مشنریوں کی طرح اپنے دین سے منکر کو ابدی جہنمی اور ملعون وغیرہ سمجھتے ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ اسلام ایسے منکروں کو ابدی جہنمی اور ملعون قرار نہیں دیتا۔ پس جب حضرت سے یہ سوال ہوا ہوگا۔ تو حضرت نے حسب عادت سائل سے اس کی تشریح اور معانی دریافت کئے ہونگے۔ کہ وہ Infidel سے کیا مراد سمجھتا ہے۔ پس جب اس نے مندرجہ بالا تشریح اور معانی بتلائے ہونگے۔ تو حضرت نے فرمایا ہوگا۔ کہ ہم تم کو Infidel نہیں کہتے۔ پس یہ کونسی جائے اعتراض ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح حق کہنے میں کیسے دلیر ہیں

مولوی صاحب! آپ جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کس قدر حق کے لحاظ سے لومۃ لائم سے بے پرواہ انسان ہیں آپ کے سارے جہان کے مسلمانوں کو اکسانے کے باوجود کہ میاں صاحب تم سب کو کافر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا۔ اور نہ کبھی اس کے اظہار سے دریغ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کی مزید تسلی کے لئے ایک انگلستان کا واقعہ بھی سنا دیتا ہوں ؛

زاہدہ پرل ایک مشہور پرانی نو مسلمہ عورت ہے۔ آپکے خواجہ صاحب کے چھوٹے فرزند اسی کے ہاں پرورش اور تعلیم پاتے رہے ہیں۔ آپ کے تمام مشنریوں سے اس کو خوب تعلقات ہیں اس نے حضرت اور آپ کے ہمراہیوں کو چائے کی دعوت دی۔ اس نے گھر بلا کر حضرت سے یہ سوال کیا۔ کہ میں اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہوں۔ اور مجھے اس پر بڑا فخر ہے۔ میں خدا اور اس کے درمیان کسی کو وسیلہ نہیں سمجھتی۔ محمد رسول اللہ کو خدا کا نبی سمجھتی ہوں۔ قرآن کو الہامی کتاب سمجھتی ہوں۔ گو کبھی پڑھا نہیں۔ لیکن میں نے ابھی تک آپ کے والد صاحب کو نہیں مانا۔ تو کیا آپ مجھے مسلمان سمجھتے ہیں۔ حضرت نے دو ٹوک جواب دیا۔ کہ نہیں میں تم کو کافر سمجھتا ہوں۔ گو ممکن ہے۔ کہ خدا کے حضور تم مسلمان ہو۔ اس جواب پر جو اس کے چہرہ کی حالت ہوئی۔ وہ آپ ایک غیر احمدی طالب علم غیاث الدین احمد جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا پوچھکر دریافت کر سکتے ہیں۔ کیا اب میں یقین کر لوں۔ کہ صرف اس ایک واقعہ سے آپ کو تسلی ہو جائیگی۔ اور باقی دوران اقامت انگلستان کے واقعات کو بالفعل نہ دہراؤں ؛

تردید کیوں نہ کی گئی

اب رہا آپ کا افسوس۔ کہ اس کی تردید اب تک کیوں نہیں کی گئی۔ سو جواب یہ ہے۔ اوّل تو اس کی ضرورت نہ تھی۔ دوم جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ آپ کو ایک حد تک حالات انگلستان سے ناواقفی ہے۔ وہاں کے اخبار اپنی بڑی حیثیت سمجھتے ہیں۔ اور واقعہ میں ہیں بھی۔

انگلستان کے اخبارات بہت کم تردید شائع کرتے ہیں

وہ عام طور پر کسی بات کی تردید کرنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور خلاف وقار سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ تردید شائع نہیں کرتے۔ اب میں آپ کو حضرت کے متعلق ہی چند اور مثالیں سناتا ہوں۔ حضرت کے انگلستان پہونچنے پر ایک اخبار نے لکھا۔ کہ اسلام کا نبی آیا۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ حضرت کا نبوت کا دعویٰ نہیں۔ گو آپ کے رفیق خواجہ صاحب اس اقرار کرنے سے نہیں ڈرتے۔ پھر ایک اخبار نے حضور سے انٹرویو کیا۔ اور ایک سے انٹرویو کے بعد شام کو لکھا۔ کہ حضور تناسخ کے قائل ہیں (مجھے ڈر ہے۔ کہ آپ حضور کو تناسخ کے بھی قائل نہ مان لیں) پھر جب خواجہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہوا تھا تو ایک اخبار کے رپورٹر نے لکھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح چھ فٹ کے لمبے تھے۔ اور ان کا رنگ سیاہ تھا۔ اس اخبار والا کئی دفعہ قبل حضرت سے مل چکا تھا۔ اور حضور کا حلیہ بھی شائع کر چکا تھا۔ پھر وہ اس کو پڑھ کر خود ہی حضرت کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ بڑی سخت غلطی ہوئی ہے۔ لیکن کہا۔ کہ تردید نہیں ہو سکتی ؛

پھر ایک اخبار نے لکھا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد جنہوں نے مسیح و مہدی کا دعویٰ کیا۔ اور جن کا ہیڈ کوارٹر قادیان پنجاب ہے انکے مریدوں کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک ووکنگ اور ایک [illegible]۔ اور ووکنگ کے مریدوں میں سے لارڈ ہیڈلے ان کا معزز مرید ہے اس کی تردید ہم نے خود لکھکر اخبار کو بھیجی۔ اور اس کی ایک نقل لارڈ ہیڈلے کو بھی بھیجی۔ لیکن تردید شائع نہیں ہوئی۔ پس ایسی باتیں وہاں ہو جاتی ہیں۔ اور پھر تردید نہیں ہوتی ؛

پیغام صلح بھی اپنی غلطی کا اقرار نہیں کرتا

ان لوگوں کی موٹی عقل و فہم اور گہری مشغولیت کی وجہ سے ان پر افسوس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ تو خیر ایک بڑے پایہ کے اخبار ہیں۔ پچھلے دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح ولایت سے واپس تشریف لائے۔ تو لاہور کے ایک اخبار پیغام صلح نے (جس کی حیثیت ولایت کے اخباروں کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں۔ جتنی چیونٹی کی ہاتھی کے مقابلہ میں) لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح فلاں وقت امرتسر پہنچے۔ اور فلاں دروازہ میں کسی چونگی خانہ کے ہوٹل میں ٹھہرے

اب یہ سراسر خلاف واقعہ بات ہے۔ کہ حضور امرتسر اترے۔ اور کسی ہوٹل میں ٹھہرے۔ لیکن "پیغام" نے باوجود توجہ دلانے کے اس کی تردید شائع نہیں کی۔ کیا میں امید کروں۔ کہ آپ کی ہدایت کے ماتحت اب وہ تردید شائع کرے گا ؛

خاتمہ

مولوی صاحب! حق یہی ہے۔ کہ آپ کا دل خوب جانتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے قلم و زبان سے غیر مذاہب کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ بلکہ ایک ایسے طریق سے بھی کر رہے ہیں جس میں آپ کو نیتی طور پر بھی کوئی اشتراک حاصل نہیں۔ اور وہ اس طرح کہ حضور غیر مذاہب کو دعا اور مباہلہ کا بھی چیلنج دیتے رہتے ہیں کہ آؤ۔ پھر اس سے فیصلہ کر لو۔ اور دیکھو۔ کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کر دیتے ہیں۔ کہ کوئی تم میں سے ہمارے مقابل پر نہیں آئیگا۔ اور اگر آئے گا۔ تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے ؛

نیز آپ کا دل جانتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح عیسائیوں کو از روئے شریعت کافر ہی سمجھتے ہیں۔ ان کو مومن و متقی نہیں سمجھتے۔ پس آپ نے یہ دونوں اعتراض محض اپنے وعظ کو سجانے کی خاطر کئے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ حق حق سے ہی چھپ سکتا ہے۔ اور حق کی عمارت باطل کی اینٹوں سے نہیں کھڑی ہو سکتی۔ اگر آپ اپنے وعظ میں کوئی حق بات بیان کر رہے تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ آپ ان کو واقعات سے صحیح کرتے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مشہور مثل ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ چونکہ پیغامی حضرات کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ چلا آتا ہے۔ کہ وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے کبھی بھی اخلاقی جرات نہیں دکھا سکتے۔ کیونکہ دوسروں کے طعن کے ڈر یا امید زر جانے میں روک ہوتی ہے۔ اس لئے وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں ؛

خاکسار

مصباح الدین احمد عفی اللہ عنہ۔ قادیان دار الامان

حالات میدان ارتداد راجپوتانہ

(۱)

وسعت میدان عمل اور موجودہ حالت

اس وقت متھرا۔ آگرہ۔ بھرت پور۔ فرخ آباد۔ ایٹہ۔ مین پوری اور اجمیر کے سات اضلاع میں کام ہو رہا ہے کام کی نوعیت کے لحاظ سے اس تمام علاقہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اشدھی کا اصل مرکز تو پہلے ہی تین اضلاع ہیں۔ انہی میں یہ آگ پورے زور سے بھڑکی۔ اور ان کا ہی اکثر حصہ اس آگ کے نذر ہو گیا۔ ہمارے کام کی ابتدا بھی اس علاقہ سے ہوئی۔ اور ہماری کوششوں کا بیشتر حصہ بھی اسی جگہ صرف ہوا۔ آریوں نے اپنی تمام طاقتوں کو اس علاقہ میں جمع کر دیا۔ اور اس کا بیشتر حصہ مرتد ہو گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ہماری کوششوں کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ اس کے فضل وکرم سے اشدھی کی رو بالکل رک چکی ہے۔ اور حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ عنقریب یہ لوگ دوبارہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونگے۔ دوسرا علاقہ فرخ آباد اور ایٹہ کے اضلاع پر مشتمل ہے۔ اس علاقہ میں پچھلے سال کے ابتدائی مہینوں میں کسی حد تک اشدھی کا زور اٹھا۔ مگر چونکہ ہمارا دفاعی پہلو پہلے علاقہ میں بہت مضبوط تھا۔ اور آریہ کام کو اس قدر وسیع کر کے کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ اس علاقہ میں تحریک اشدھی بنیاد پکڑتی۔ آریوں کو یکلخت اپنا کام بند کرنا پڑا۔ اور وہاں کی سبھا فوراً توڑ دی گئی۔ ان ہر دو اضلاع میں اگرچہ آریہ ابتدا میں بھاگ گئے۔ مگر مولویوں نے ان کی جگہ لے لی۔ اور ایڑی چوٹی تک ہمارے خلاف زور لگایا۔ لیکن اس سال جب کہ ان کی جملہ انجمنیں آگرہ کو چھوڑ کر مختلف مقامات پر چلی گئیں۔ یہ فتنہ بھی رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا۔ اور اب اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس علاقہ میں ہمارا پورا پورا قابو ہے۔ تیسرا علاقہ مین پوری ملکانہ کا ہے۔ جس میں ایٹہ۔ متھرا۔ اور مین پوری کے اضلاع شامل ہیں۔ یہ علاقہ کام کی نوعیت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہے۔ ان لوگوں میں اشدھی کا تو کبھی اندیشہ نہیں ہوا۔ اور یہ لوگ مسلمان بھی سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کی عملی حالت اس قدر گری ہوئی ہے۔ کہ بتوں اور بھوتوں کی پوجنا اور رسم و رواج میں بھی ہندوؤں کی اقتدا کرنا۔ مثلاً دیوالی کا ماننا۔ اور اس موقعہ پر جوا کھیلنا۔ اور شراب کا پینا ان کی عادات میں سے ہو گیا تھا۔ چونکہ بخلاف علاقہ زیر تبلیغ کے دیگر لوگوں کے اس علاقہ میں بعض اچھی صفات بھی دیکھی گئیں۔ اس لئے ابتدائی ایام میں اس کی اخلاقی اور روحانی حالت کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس طرح سے اس علاقہ میں مرکز آگرہ کے ماتحت اندرونی اصلاح کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس علاقہ میں ابتدائی ایام میں مولویوں کے فتنہ نے سر اٹھایا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں یہ تمام شور و شر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے رفع دفع ہو گیا۔

چوتھا علاقہ ضلع اجمیر کے چند دیہات پر مشتمل ہے۔ اس علاقہ میں ایک ایسی مسلمان راجپوت قوم آباد ہے۔ جو علاوہ بت پرست ہونے کے ہندو رواج کی پابندی میں بھی باقی علاقے سے بڑھی ہوئی ہے۔ ان کی تمدنی حالت اس قدر ہندوانہ رنگ اختیار کر گئی ہے۔ کہ ان کے لڑکے لڑکیوں کے رشتے ناطے بھی ہندو راجپوتوں کے ہاں ہوتے ہیں۔ اس علاقہ میں بھی ابتدا میں اشدھی کا خطرہ کم وبیش محسوس ہوا۔ اس لئے یہاں بھی کام شروع کیا گیا۔ مگر تجربہ نے بتایا۔ کہ یہاں اشدھی کا کوئی ایسا خطرہ نہیں۔ بلکہ اگر کوشش کی جائے۔ تو ہمسایہ ہندو قوم بھی مسلمان ہو سکتی ہے۔ خیال ہے۔ کہ کامیابی کے لئے یہ سہل ترین علاقہ ہے۔ لیکن مرکز سے دور ہونے اور مبلغین کی کمی کی وجہ سے کما حقہٗ اس کی طرف ابھی تک توجہ نہیں ہو سکی۔

تمام عملہ جو اس میدان میں کام کر رہا ہے۔ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ اوّل عارضی کارکن۔ دوم مستقل کارکن عارضی کارکنان سے مراد وہ مجاہدین ہیں۔ جو کم وبیش تین ماہ کے لئے زندگی وقف کر کے اپنے خرچ پر میدان ارتداد میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور جن کی معقول تعداد کام میں مصروف رہی ہے۔ ان کے علاوہ مستقل کارکنوں کا کافی عملہ خدمات معوضہ پوری تندہی سے انجام دیتا رہا ہے۔ عارضی و مستقل کارکنوں کی تعداد اور کام کی بعض تفاصیل ہم ابھی مصلحتاً شائع نہیں کرنا چاہتے۔

میدان ارتداد کا کام دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) انسداد ارتداد (۲) تعلیم و تربیت۔ سب سے ضروری اور ابتدائی امر جس کی ضرورت مجاہدین کو اس علاقہ میں پیش آئی۔ وہ اس اشدھی کی روک و انسداد تھا۔ جسے آریہ سماج نے ہر ممکن ذریعہ استعمال کر کے کامیاب بنانا چاہا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ جو مرتد ہو چکے ہیں۔ ان کو ہر طرح سے اشدھی کے نقائص اور برائیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ آریہ لوگ حسب عادت اسلام کے متعلق ان لوگوں کے دلوں میں ڈالتے رہے ہیں۔ چونکہ اشدھی کا زیادہ زور اضلاع متھرا۔ بھرت پور و آگرہ میں رہا۔ اس لئے ہمارا دفاعی کام بھی ان علاقوں میں زیادہ زور سے ہوتا رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ضلع آگرہ کا بیشتر حصہ اور ضلع متھرا کا کچھ حصہ ارتداد میں پڑنے سے بچ گیا۔ اور وہ لوگ جو ابھی کسی نہ کسی وجہ سے مرتد ہیں۔ ان کی حالت بھی رو باصلاح ہے۔ اور آہستہ آہستہ تمام لوگوں کے دلوں میں اشدھی سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ سال رواں میں سواضعات۔ اکترہ۔ سینگیچہ بسیا۔ ساندھن۔ ضلع آگرہ۔ اور موضع نوگاؤں ضلع متھرا کے قریباً ڈیڑھ سو مرتد ملکانے توبہ کر کے داخل اسلام ہو چکے ہیں اگرچہ یہ رفتار بظاہر سست معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقۃ الامر یہ ہے۔ کہ ہم سخت ناموافق اور مخالف حالات میں ایک ایسی قوم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جو کہ عرصہ بیس سال سے اس علاقہ میں اپنا پراپیگنڈہ پھیلا رہی ہے۔ اس لئے فی الحال لوگ آہستہ آہستہ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ مگر ہماری کوششوں کا صرف یہی نتیجہ نہیں نکلا۔ کہ اشدھی کی رو خدا تعالےٰ کے فضل سے بالکل رک چکی ہے۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں ایک ایسی رو پیدا ہو گئی ہے۔ جس کا نتیجہ عنقریب یہ ہوگا۔ کہ مرتد لوگ تائب ہو کر گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ علاقہ فرخ آباد ایٹہ میں اشدھی ابتدائی ایام میں ہی رک گئی تھی۔ لیکن پھر بھی ان اضلاع کے مختلف دیہات میں سو کے قریب آدمی مرتد ہو چکے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس علاقہ میں بھی چالیس مرتد تائب ہوئے۔ اور فرح اور تروی کے ہندو ٹھاکر جو مرتد ملکانوں کے ساتھ کھان پان کرنے کی وجہ سے برادری سے خارج کر دیئے گئے تھے۔ معافی مانگ کر دوبارہ اپنی برادری میں شامل ہو گئے۔ یعنی اب تمام ہندو ٹھاکروں نے متفق طور پر فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مرتد ملکانوں کو اپنی برادری میں شامل نہیں کرینگے۔ اس سے جہاں ملکانوں کی رہی سہی۔ امید کہ ہندو ٹھاکر ہمیں کبھی نہ کبھی ملا ہی لینگے بالکل جاتی رہی۔ وہاں آریوں کے دھوکہ کا پول بھی کھل گیا۔ جس کا اثر یہ ہوا ہے۔ کہ عام طور پر لوگوں کے دل اشدھی سے بیزار ہو گئے ہیں۔

تعلیم و تربیت

دوسرا کام تعلیم و تربیت کا ہے۔ ہمارے مبلغ جہاں جہاں مقیم ہیں۔ وہاں وہ تعلیم دینے کا کام کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض مقامات پر ملحقہ مواضعات میں جا کر بڑی عمر کے آدمیوں اور چھوٹی عمر کے بچوں کو انکے حسب حال تعلیم بھی دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ دن میں مصروفیت اور اپنے مشاغل کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکتے۔ ان کو رات کے وقت ضروری مسائل سکھا دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ تمام علاقہ میں قریباً تین سو بچے تعلیم پا رہے ہیں [illegible] پانچ مساجد تعمیر کی گئیں۔ اور چند مکان بچوں کی تعلیم دینے کے لئے بنائے گئے۔ ابھی تک ہمارا طریق تعلیم

پرانے مکاتب کی طرز پر ہے۔ البتہ کوشش کی جارہی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ تمام کام کو منتظم صورت میں لایا جاوے فی الحال سارے علاقہ میں صرف ایک ہی جگہ ایسی ہے۔ جہاں باقاعدہ طریق پر تعلیم جاری ہے۔ اور وہ موضع سانڈھن ضلع آگرہ کا سکول ہے اس سکول میں چالیس بچے تعلیم پا رہے ہیں۔ طرز تعلیم یو پی کے نصاب تعلیم کے مطابق رکھا گیا ہے۔ اسوقت سکول میں پانچ جماعتیں ہیں

تبلیغ ملکانہ تبلیغ کا کام ۱۲ر مارچ ۱۹۲۳ء سے جاری ہے بحیثیت مجموعی اس میں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ جو ہم نے ابتداء میں خیال کیا تھا۔ اس تحریک سے تمام ہندوستان میں ایک رو چل گئی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ اس میں صرف احمدی ہی سر فروشانہ مجاہدہ کر رہے ہیں۔ تو انہیں سلسلہ کے متعلق خاص ہمدردی اور محبت پیدا ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ علاقہ یو۔ پی میں اس پونے دو سال میں اس قدر لوگ سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ کہ پچھلے چالیس سال سے بحیثیت مجموعی ان کی تعداد بڑھی ہوئی ہے۔ جو لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ بہت پکے ثابت ہوئے ہیں۔ اب امید کہ انہیں کوئی تحریک اسلام سے نہیں ہلا سکتی۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ شدھی وہی ہوتے رہے ہیں جو ہندوؤں کے زیر اثر تھے۔ یا جن کو غیر احمدی مولوی حضرت کے خلاف اکساتے رہے۔ اور ہندوؤں کے لیڈروں نے روپیہ اور وں کی مدد دینے تک اس کام میں دریغ نہیں کیا۔ اور مسلمان مولوی احمدیت کے خلاف اشتعال دلانے میں مصروف تھے۔ لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ تائید الٰہی ہمارے شامل حال رہی۔ اور ہر وقت ہمیں ہماری نصرت ہوتی رہی۔

تبلیغ احمدیت ہمارے تمام کام کا مقصد لوگوں کو اس ہدایت کی طرف لانا ہے۔ جو ہمیں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملی ہے۔ جن لوگوں میں دین کے سمجھنے کی اہمیت پیدا ہوئی۔ ان کا کثیر حصہ اس ہدایت کو قبول کر چکا ہے۔ اس لحاظ سے مین پوری کا حلقہ تمام علاقہ سے بڑھا ہوا ہے۔ اس حلقہ میں قریباً ۵۰۰ مرد و زن احمدی ہو چکے ہیں۔ اور الحمد للہ کہ اکثر اچھا اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس سال سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے دو بھائیوں نے مبلغ ۵۷ روپے چندہ بھی دیا ہے۔ دوسرے درجہ پر فرخ آباد کا حلقہ ہے۔ یہاں بھی ان مواضعات میں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ اس حلقہ میں بھی قریباً دو سو مرد و زن احمدی ہو چکے ہیں۔ ہمارے اثر کو دوسرے لوگ بھی قبول کر رہے ہیں۔ آگرہ کے قرب و جوار کے علاقہ میں چونکہ شدھی کا زیادہ زور رہا ہے۔ اس لئے اس علاقہ میں تبلیغ احمدیت اچھی طرح نہیں ہو سکی۔ مگر پھر بھی قریباً تین سو مرد و زن اس وقت تک احمدی ہو چکے ہیں۔ جو حلقہ کی وسعت کے لحاظ سے مقابلۃً کم تعداد ہے۔ البتہ موضع سانڈھن کے حالات بہت امید افزا ہیں۔ بلکہ تمام علاقہ میں یہی ایک گاؤں ہے۔ جہاں مخالفت کے باوجود باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ اس انجمن کی عمر صرف تین ماہ کی ہے۔ مبلغ بائیس ۲۲ روپیہ چندہ ادا کر چکی ہے۔

اخراجات شروع سے اس وقت تک قریباً ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ عارضی کارکنوں نے جو اپنی گرہ سے خرچ کیا ہے۔ اس کا تخمینہ چالیس ہزار لگایا جاتا ہے۔ گویا علاوہ دوسری قربانیوں کے جماعت احمدیہ اس وقت تک تحریک شدھی کو روکنے اور حفاظت اسلام کرنے کے لئے ملکانہ تبلیغ کی مد میں ایک لاکھ روپیہ صرف کر چکی ہے۔ اور جو نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ وہ الحمد للہ کہ اس صرف کے مقابلہ میں بہت بیش بہا ہیں۔ کیونکہ ان سے ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی دینی اور دنیوی سیاسی اور روحانی حالت اس ضرر سے دکھ سے محفوظ ہو گئی۔ جس کے تصور سے جسم کانپتا ہے۔ اور افسوس ہے کہ تاحال مسلمانوں کے لیڈر اس سے کماحقہٗ واقف نہیں۔

ناظر دفتر انسداد ارتداد۔ قادیان

مختصر ضروری خبریں

قاہرہ۔ ۱۷ر جنوری۔ شام کے اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ آج کل ایک تحریک سرگرمی کے ساتھ بسرپرستی سلطان ابن سعود کی جارہی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آئندہ مؤتمر اسلامی جو مکہ معظمہ میں منعقد ہونے والی ہے۔ اس میں شریف علی حیدر کو شریف مکہ اور خلیفۃ المسلمین منتخب کیا جائے۔

لنڈن۔ ۱۳ر جنوری۔ (اخبار ہند و ملدرس کا خاص تار) یکشنبہ کی شام کو جو پیغام لنڈن سے اس امر کا شائع ہوا تھا۔ کہ اہل نجد نے جدہ پر حملہ کیا۔ جس کو امیر علی نے طیاروں کے ذریعہ سے مسترد کر دیا۔ اس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اس اطلاع میں ان ہوابازوں کی قومیت بیان نہیں کی گئی ہے۔ جنہوں نے طیاروں سے کام لیا تھا۔

قاہرہ۔ ۱۸ر جنوری۔ ہمپشائر نامی بٹالین کی جگہ گھاگرا بٹالین ۱ء تعینات کی جائے گی۔ اول الذکر فوج ہندوستان آئیگی مصر سے گھاگرا بٹالین ۴ر فروری کو ہندوستان روانہ ہو جائیگی۔

خرطوم۔ ۱۸ر جنوری۔ سرکاری طور پر ایک گارڈن پارٹی ہوئی گئی۔ جس میں بہت سے حکام اور اہل سوڈان شریک ہوئے۔ جلسہ میں جدید گورنر جنرل سوڈان نے ایک اہم اعلان پڑھ کر سنایا۔ جو انگریزی اور عربی میں طبع شدہ تھا۔ اور اس کو تمام سوڈان میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس اعلان کا مضمون یہ تھا۔ کہ سوڈان میں ایک سپاہ بغرض دفاع ملکی مرتب کی جانے والی ہے۔ جس میں کمیشن صرف انہی افسروں کو دیا جائے گا۔ جو اہل سوڈان ہیں اور اس وقت فوج میں کام کر رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ دونوں قوموں یعنی انگریزوں اور سوڈانیوں میں ایک دوسرے کے احترام اور پیار محبت کی اسپرٹ پیدا ہو جائے جس کا مقصد یہ ہو۔ کہ گذشتہ مصائب کو فراموش کر کے ملک کی آئندہ بہبودی کے لئے تدابیر کی جائیں۔

ہانگ کانگ۔ ۱۷ر جنوری۔ سنگاپور سے ایک دو ہزار ٹن وزن کا چینی جہاز ہانگ کانگ کو جا رہا تھا۔ جس کو بحری قزاقوں نے لوٹ لیا۔ جہاز میں علاوہ مال کے کئی چینی مسافر بھی تھے۔ قزاقوں کی جماعت کے افراد تھے۔ جو مسافروں کے لباس میں سنگاپور سے سوار ہوئے۔ راستہ میں انہوں نے ریوالور دکھا کر کپتان کو قابو میں کر لیا۔ لاسلکی کے آلات توڑ ڈالے۔ اور جہازیوں کو حکم دیا کہ خلیج بیاس میں چل کر لنگر انداز ہوں۔ جو ہانگ کانگ کے قریب ہے۔ اس جگہ یہ تمام قزاقوں کی جماعت معہ کثیر مال غنیمت رفو چکر ہو گئی۔ نقصان جان کچھ نہیں ہوا۔

شنگھائی۔ ۱۸ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سابق گورنر جی کیانگ اور سابق گورنر کیانگسو کی فوجوں میں جھڑپ ہو گئی معرکہ آرائی جن کیانگ کے متصل ہوئی۔ جنگ شدید ہے۔ اور فریقین کے ۱۵ ہزار کے قریب سپاہی نبرد آزما ہیں۔

گورکھپور کی ایک تازہ اطلاع سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت دسرتھ پرشاد اڈیٹر سودیش کو کل دو سال قید و پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ قید مزید سہ ماہ۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا۔ کہ انہوں نے حکومت کے خلاف مضامین شائع کئے۔ جو کہ بغاوت پھیلانے والے تھے۔

لکھنؤ۔ ۱۶ر جنوری۔ ہز ایکسیلنسی گورنر ممالک متحدہ نے مجوزہ موسیقی کالج فنڈ میں ۵ سو روپیہ عطیہ ارسال فرمایا ہے۔

بمبئی ۱۷ر جنوری۔ انڈین اینگلو انڈین اخبار نویسوں کی انجمن کا سالانہ جلسہ آج شام کو بمبئی یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ روم میں منعقد ہوا۔ اور عہدہ داران انجمن کا انتخاب کیا گیا۔ سالانہ رپورٹ پڑھی گئی۔ جو کہ جلسہ سے منظور ہوئی۔ ڈاکٹر اینی بیسنٹ اڈیٹر نیو انڈیا صدر انجمن اور مسٹر بریلوی اڈیٹر بمبئی کرانیکل سکرٹری و خزانچی منتخب کئے گئے۔

دہلی۔ ۱۲ر جنوری شاہزادہ آرتھر آف کناٹ معہ اپنی بیگم صاحبہ کے آگرہ سے آج شام کو دہلی پہونچے۔ اور جہاں آپ وائسرائے کے مہمان ہیں۔

اشتہارات

اشتہار بموجب آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

پیر علاء الدین ولد پیر حسین دین ذات سید سکنہ گھیانہ مدعی

پیر حسین دین وغیرہ مدعا علیہ

دعویٰ قبضہ اراضی بذریعہ فک الرہن۔

اشتہار بنام فرخ شاہ۔ مبارک شاہ۔ فقیر شاہ پسران حشمت دین اقوام سید سکنائے علاقہ گھیانہ ورثہ ۲/۳ سکنہ موضع سربابری پورہ۔ ہزارہ۔ ضلع ایبٹ آباد مدعا علیہ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یک طرفہ کی جاویگی۔ تحریر ۱/۲۵ ۱۷

مہر عدالت دستخط حاکم

قادیان میں مکان خریدنیوالوں کو خوشخبری

مسجد اقصےٰ سے صرف نصف قدم کے فاصلہ پر ایک عالیشان دو منزلہ مکان جس کی مکانیت حسب ذیل ہے۔ فروخت ہوتا ہے ڈیوڑھی ۱۲ فٹ لمبی ۷ ۳/۴ فٹ چوڑی۔ مردانہ بیٹھک ۲۰ فٹ لمبی ۱۰ فٹ چوڑی۔ سونے کا کمرہ ۲۵ فٹ لمبا ۱۰ فٹ چوڑا جسمیں دو بڑے بڑے دروازے اور چار کھڑکیاں ہیں۔ اسباب رکھنے کا کمرہ ۱۱ ۱/۴ فٹ لمبا اور ۹ ۳/۴ چوڑا۔ زنانہ بیٹھک ۱۲ ۱/۲ فٹ لمبی اور ۱۳ فٹ چوڑی۔ جس میں تین ایک طرف اور دو آمنے سامنے پانچ دروازے۔ باورچی خانہ ۱۰ ۱/۲ فٹ لمبا اور ۱۲ ۱/۴ فٹ چوڑا۔ صحن ۲۸ فٹ لمبا اور ۱۸ فٹ چوڑا ہے۔ بالاخانہ ۲۰ فٹ لمبا۔ ۱۰ فٹ چوڑا۔ جس میں آمنے سامنے چھ کھڑکیاں اور دو دروازے ہیں۔ مکان کی چھتوں پر چوطرفہ ۶ فٹ اونچے پردے ہیں۔ کل مکان کے اندر باہر پختہ فرش ہے۔ مکان اس قدر ہوادار ہے۔ کہ گرمیوں میں بھی انسان اندر سو سکتا ہے۔ مسجد اقصےٰ سے اس قدر قریب تر ہے۔ کہ مکان میں بیٹھا ہوا درس سن سکتا ہے۔ دونوں طرف گلیاں ہیں۔ اور ایک گلی جو اب بازار بن رہا ہے کی طرف چار دوکانیں بن سکتی ہیں۔ بازار و ڈاک خانہ دفتر سے اس قدر قریب ہیں۔ کہ آدھ منٹ سے بھی کم کا فاصلہ۔ عین شہر کے مرکز میں واقعہ ہے۔ ایسا اچھا مکان اور عمدہ موقع پر اتفاق حسنہ سے ہی مل سکتا ہے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا خود آکر یا اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعہ حسب ذیل پتہ پر کریں۔

بخارا کی کمان کا تیر

مثل مشہور ہے۔ کہ زبان سے نکلا ہوا فقرہ گذشتہ دن اور کھویا ہوا وقت اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ اسی طرح یہ ایک سنہری موقعہ ہے۔ اور اس وقت کی بے پرواہی آپ کے واسطے بیحد روحانی اور مالی نقصان کا باعث ہوگی۔ پس آپ مہربانی فرما کر الفضل ۶ جنوری ۱۹۲۵ء کا صفحہ آٹھ کالم اول کو ایک مرتبہ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ ہم نے مترجم قرآن شریف اور اس کے حاشیہ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کی مکمل تفسیر شائع کرنی شروع کر دی ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پندرہ ہزار کے مجمع میں اس مکمل تفسیر کی ضرورت کے متعلق تحریک کی تھی۔ مگر آپ اس کو بھول گئے ہیں۔ میں آپ کو دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ اپنے بچے بچیوں کے پڑھانے کے واسطے بھی اسی کو خریدیئے۔ اور اپنے تلاوت اور درس کے واسطے بھی۔ پہلا سیپارہ بھی دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ اور مکمل قرآن شریف کی قیمت پندرہ کی بجائے مقرر کر دی ہے۔ مگر صرف ان لوگوں کے واسطے جو ایک روپیہ پیشگی روانہ کر دیں گے۔

ایک انکشاف اکثر احباب نے تجرید بخاری کو مکمل صحیح بخاری تصور کر لیا ہے۔ ان کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ تجرید بخاری مکمل صحیح بخاری کا دسواں حصہ بھی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے۔ کہ سینکڑوں مولوی اس آرزو میں مر گئے کہ بخاری دیکھیں۔ مگر انہیں دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ اب مطبع نے جب ہر علم کی کتابوں کی ارزانی کر دی ہے۔ تو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس نعمت غیر مترقبہ سے فائدہ اٹھائے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح دوم نے اسی بخاری سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت النبی تالیف فرمائی ہے۔ اسی سے تمام مسائل نکلتے ہیں۔ اسی میں اسلام کی مکمل تاریخ اور قرآن شریف کی تفسیر موجود ہے اور پھر مستند اس قدر ہے۔ کہ قرآن کے بعد اس کا مرتبہ مانا جاتا ہے۔ قادیان میں قرآن کی طرح اس کا بھی باقاعدہ درس ہوتا ہے۔ مگر یہ اس قدر گراں کتاب ہے۔ کہ مطبع مجتبائی میں بخاری کی قیمت ۳۵ روپیہ ہے۔ نہ اس پر زیر زبر ہیں۔ اور نہ اردو ترجمہ ہے۔ مگر ہم نے ایسی بخاری شائع کرنی شروع کی ہے۔ جس پر زیر زبر کے علاوہ بامحاورہ ترجمہ بھی ہے۔ اور حاشیہ پر نوٹ بھی درج ہیں۔ اور قیمت فی سیپارہ ایک روپیہ معہ محصولڈاک۔ ایک پارہ بطور نمونہ منگوا کر دیکھو ناپسند ہو تو واپس کر دو۔ دس خریدار پیدا کرنے والے کو مفت ؛

المشتہر

مینیجر تحقیق۔ کوچہ پنڈت۔ دہلی ؛

ایک نہایت با موقعہ مکان

ایک مکان پختہ نہایت عمدہ موقعہ عزیزم مرزا شریف احمد کی کوٹھی کے قریب اور ہائی سکول کی عمارت کے سامنے جانب شرق قابل فروخت ہے۔ رقبہ کچھ کم نو مرلے ہے۔ اور مکان کے ایک طرف گلی اور دوسری طرف بیس فٹ کا راستہ ہے۔ گنجائش کے لحاظ سے مکان میں ایک دالان ایک چھوٹا دالان۔ ایک بڑی کوٹھڑی اور ایک چھوٹی کوٹھڑی ہے۔ اور سامنے برآمدہ ہے۔ اور سارا مکان پختہ ہے۔ قیمت نقد دینے والے کے لئے ڈہائی ہزار مقرر کی گئی ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرماویں۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان

قادیان میں مکان بنانیوالوں کو خوشخبری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ کہ بلدہ قادیان بڑھے گا۔ اور دریائے بیاس تک پہنچ جائیگا۔ مہاجرین کی تعداد میں ہر سال ایک معقول ترقی ہو کر یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہے۔ مولوی فضل الٰہی صاحب ٹھیکہ دار جو عمارت کے کام میں خاص تجربہ رکھتے ہیں۔ چند سالوں سے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور انہوں نے کئی احباب کے مکانات بنوائے ہیں۔ مولوی صاحب نہایت کفایت شعاری اور محنت سے کام کرتے ہیں۔ اور ہر طرح سے امین۔ جو صاحب مکان بنوانا چاہیں۔ ان سے قادیان میں ملیں یا خط و کتابت کریں۔

راقم مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ قادیان

لوگ موتیوں کے سرمہ کے دلدادہ ہیں

اس لئے کہ یہ سرمہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن پپوٹوں کی سوزش۔ گوہانجنی۔ رتوندی۔ پانی بہنا۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ غبار پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا لگاتار استعمال عینک سے نجات دلاتا۔ اور آنکھوں کو آئندہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸/ محصولڈاک علاوہ تسلی کے لئے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

ایک بڑے مولوی صاحب کی شہادت :۔ جناب مولوی فضل اللہ صاحب ہیڈ مولوی بیاور سے لکھتے ہیں۔ کہ مولےٰ کریم کے فضل سے آپ کا سرمہ بہت مفید ثابت ہوا۔ لہذا براہ مہربانی ایک تولہ اور موتیوں کا سرمہ خاکسار کے نام بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔

ملنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب